جناب حامد میر*

مولانا سمیع الحق شہید کے جنازے نے ان کی حقانیت کی شہادت دے دی ہے

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا تھا کہ ہمارے جنازے ہماری حقانیت کا فیصلہ کریں گے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو بغداد میں لاکھوں افراد ان کے جنازے میں شریک ہوئے اور اس جنازے کی شان دیکھ کر ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کرلیا۔

شہید مولانا سمیع الحق کے جنازہ ان کی حقانیت کا بین ثبوت

تین نومبر کو اکوڑہ خٹک میں مولانا سمیع الحق صاحب کے جنازے میں شریک متعدد علماء نے مجھے امام احمد بن حنبلؒ کا قول یاد دلایا اور کہا کہ یہ جنازہ دیکھ لیں اور مولانا سمیع الحق کی حقانیت کا فیصلہ کرلیں۔ اس بہت بڑے جنازے میں شریک اکثر لوگوں کو مولانا سمیع الحق کی سیاست سے کوئی سروکار نہیں تھا وہ ایک عالم دین کو اس دنیا سے رخصت کرنے آئے تھے جسے جمعہ کے دن عصر کے وقت شہید کیا گیا۔

توہین رسالتؐ پر مولانا شہیدؒ کی بے چینی

شہید کرنے والوں نے ایک ایسے وقت کا انتخاب کیا جب پورے ملک میں توہین رسالتؐ کے مسئلے پر بے چینی پھیلی ہوئی تھی اور خود مولانا سمیع الحق بھی شہادت سے کچھ دیر پہلے اپنی زندگی کی آخری تقریر میں اس مسئلے پر بہت بے چین نظر آئے لیکن ان کا جنازہ بے چینی میں اضافے کے بجائے بے چینی ختم کرنے کا ذریعہ بنا۔ مولانا صاحب کی شہادت پر طرح طرح کے تبصرے کئے گئے۔ کسی نے کہا ''فادر آف طالبان'' دنیا سے چلے گئے۔ کسی نے کہا کہ ان کا دینی مدرسہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ''نرسری آف جہاد'' تھی اور کچھ خواتین و حضرات کو یہ بھی اچھا نہ لگا کہ مولانا صاحب کو شہید کیوں کہا جا رہا ہے اور یہی وہ انتہا پسندانہ رویہ ہے جو روز بروز ہمیں تقسیم کرتا جا رہا ہے۔

---

* معروف صحافی و تجزیہ نگار

مولانا سمیع الحق ایک وسیع النظر شخصیت

میں جس مولانا سمیع الحق کو جانتا ہوں وہ ہمیشہ مسکرا کر اختلاف رائے برداشت کرنے والے انسان تھے۔ میری ان کے ساتھ پہلی ملاقات 1988 میں روزنامہ جنگ لاہور کے ایک سینئر ساتھی جاوید جمال ڈسکوی مرحوم کے ذریعہ ہوئی تھی۔ اس زمانے میں مولانا سمیع الحق کو جنرل ضیا الحق کا اتحادی سمجھا جاتا تھا اور میں اس زمانے کی فوجی حکومت کا شدید مخالف تھا لیکن اس کے باوجود مولانا کے ساتھ ایک ایسا ذاتی تعلق قائم ہو گیا جو ان کی زندگی کی آخری سانسوں تک قائم رہا اور مجھے یہ اعتراف ہے کہ اس تعلق کو نبھانے میں مولانا صاحب کا کردار زیادہ تھا۔ وہ ہر مشکل وقت میں میرے بلائے بغیر خود ہی میرے ساتھ آ کھڑے ہوتے اور پھر میری وجہ سے جس دباؤ کا سامنا کرتے اس کا کبھی ذکر تک نہ کرتے۔

مولانا سمیع الحقؒ کی اصل دلچسپی تصنیف و تالیف

کچھ سالوں سے مولانا سمیع الحقؒ کی زیادہ توجہ تصنیف و تالیف اور تحقیق کی طرف تھی۔ 2015 میں انہوں نے دس جلدوں میں خطبات مشاہیر کو شائع کیا جس میں منبر حقانیہ سے کئے گئے اہم شخصیات کے بیانات اور الحق میں شائع ہونے والے مضامین کو موضوعات کی ترتیب سے اکٹھا کر دیا گیا۔ خطباتِ مشاہیر کی جلد اول میں انہوں نے دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم قاری محمد طیب قاسمی کی ایک تقریر شامل کی ہے جس میں دین اور شعائر دین کا احترام بیان کیا گیا اور کہا گیا کہ علما کو ایک دوسرے کی بے ادبی اور تذلیل نہیں کرنا چاہئے۔ کئی معاملات میں امام شافعی نے امام ابوحنیفہ سے اختلاف کیا لیکن کہیں بھی بے ادبی کا شائبہ نہیں آنے دیا۔ ایک دفعہ مولانا قاسم نانوتوی نے دہلی کی لال کنویں والی مسجد کے امام کے پیچھے صبح کی نماز پڑھنے کی خواہش ظاہر کی کیونکہ ان کی قرات بہت اچھی تھی۔ مولانا محمود الحسن صاحب نے نانوتوی صاحب کو بتایا کہ وہ امام تو آپ کی تکفیر کرتا ہے لیکن نانوتوی صاحب اگلی صبح اپنے شاگردوں کے ہمراہ نماز پڑھنے لال کنویں والی مسجد جا پہنچے۔ نماز ختم ہوئی اور مسجد کے امام کو پتہ چلا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا محمود الحسن بھی شامل تھے تو بڑا شرمندہ ہوا اور ان سے مصافحہ کر کے شرمندگی کا اظہار کرنے لگا۔ نانوتوی صاحب نے اس کی وہ غلط فہمی دور کی جس کی وجہ سے وہ ان کی تکفیر کرتا تھا اور کہا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی توہین پر تکفیر واجب ہے لیکن توہین کی درست تحقیق بھی واجب ہے۔

مولانا سمیع الحق صاحب کی ڈائری ایک اہم تاریخی دستاویز

مولانا سمیع الحق صاحب نے 2016 میں اپنی ڈائری شائع کی تھی۔ یہ ڈائری ان صاحبان کو ضرور پڑھ لینی چاہئے جو مولانا کو فادر آف طالبان کہتے ہیں۔ مولانا کے والد محترم مولانا عبدالحق صاحب نے ایک درویش حاجی صاحب ترنگزئی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ خان عبدالغفار خان (باچا خان) بھی ترنگزئی صاحب کے پیروکار تھے اور مولانا سمیع الحق نے اپنی ڈائری میں باچا خان کے ساتھ ہونے والی وہ گفتگو شامل کی ہے جو 1958 میں حاجی صاحب ترنگزئی کی مسلح تحریک کے بارے میں ہوئی جس کا مقصد برصغیر سے انگریزوں کو بھگانا تھا۔ اس ڈائری میں کہیں ولی خان کی دارالعلوم حقانیہ میں آمد کا ذکر ہے کہیں اجمل خٹک کی باتیں ہیں، کہیں ہری پور جیل میں مولانا مفتی محمود کے ساتھ گزرے ایام اسیری کی یادیں ہیں کہیں لاہور میں داتا گنج بخش کے مزار پر فاتحہ خوانی اور مولانا بہا الحق قاسمی سے ملاقاتوں کا ذکر ہے۔ اس ڈائری میں امام احمد بن حنبل کی شان میں اشعار بھی نظر آتے ہیں اور میر پور (بنگلہ دیش) میں حضرت شاہ علی بغدادی کے مزار کی زیارت کا بھی ذکر ہے۔ مولانا صاحب نے افغان طالبان کے بارے میں ایک کتاب انگریزی میں بھی شائع کی اور بتایا کہ بہت سے افغان طالبان ان کے مدرسے کے سابق طلبہ ہیں لیکن وہ اپنے مدرسے کے پاکستانی طلبہ کو افغانستان لڑنے کے لئے نہیں بھیجتے۔

مولانا سمیع الحق کا سب سے بڑا کارنامہ

مولانا سمیع الحق کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے ہمیشہ پاکستان کے آئین کے اندر رہ کر جمہوری جدوجہد کی تلقین کی۔ وہ پاکستانی ریاست کے خلاف شورش اور مسلح جدوجہد کے قائل نہ تھے۔ مولانا نے اپنے ایک شاگرد محمد اسرار مدنی کے ذریعہ انٹرنیشنل اسلامک فقہ اکیڈمی جدہ کی شائع کردہ کتاب کا اردو ترجمہ ''جدید فقہی فیصلے'' کے نام سے شائع کرایا اور اس کا دیباچہ لکھا جس میں اس کتاب کو تمام دینی مدارس کے نصاب میں شامل کرنے پر زور دیا۔ اس کتاب میں جدید دور کے اہم مسائل کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ مولانا کا دیباچہ ان کے خلوص اور اسلام سے ان کی گہری وابستگی کا آئینہ دار ہے اور ان کا یہی خلوص تھا جو مجھ جیسے دنیادار اور گناہ گار انسان کو ان کے جنازے میں لے گیا، وہ جنازہ جس نے امام احمد بن حنبل کے اس قول کو سچا ثابت کیا کہ ہمارے جنازے ہماری حقانیت کا فیصلہ کریں گے۔